مجھ کو ڈر لگتا ہے اور تیرے بغیر نیند نہیں آتی ہے آپ میرے پلنگ پر چل کر میرے ساتھ لیٹو۔ اُس کا خاوند فی الفور اپنے پلنگ سے اُٹھ کر اپنی استری کے پلنگ پر جا سویا ابھی ایک گھڑی گذری تھی کہ وہ مکّار عورت چلائی اور اُٹھکر کہنے لگی کہ تیرا باپ میری پازیب اُتار کر لے گیا ہے۔ وہ میرے سے ہمیشہ عداوت رکھتا ہے اور تم کو کچھ شرم نہیں آتی ہے کہ تیرا باپ تیری عورت کو چھیڑے۔ مجھ کو تو تیرے سے بہت ہی محبت و پیار ہے۔ اس واسطے میں نے تم کو اپنے ساتھ سلایا تھا۔ میں تمہارے باپ کے مکروفریب کو نہ سمجھ سکی۔ کیونکہ میں سیدھی سادھی ہوں ایسے جینے سے مرنا اچھا ہے۔ میں نے کوئی پچھلے جنم میں کھوٹے کرم کیئے تھے۔ اس واسطے مجھے اس گھر میں آنا پڑا اور نالائق خاوند ملا۔ اُس کے خاوند نے کہا تو اس قدر رنج نہ کر دیکھ میں بہت جلدی اپنے باپ کا انتظام کرتا ہوں۔ توں تو میری جان ہے تیرے بغیر میری زندگی محال ہے۔ یہ بات کہکر دونوں مرد وعورت سو گئے صبح اُٹھتے ہی اپنے باپ کے پاس آیا اور آ کر کہنے لگا کہ رات کو کون آیا تھا۔ باپ نے اُس وقت زیور لڑکے کو دکھلایا اُس نے کہا۔ ابے بُڈھے تیری تو عقل ماری گئی اور آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔ رات کو تو میں وہاں سویا ہوا تھا ناحق الزام لگاتا ہے۔ میری

عورت بڑی نیک بخت ہے۔اب وہ تیری جان کو روتی ہے۔اپنے باپکو بہت بُرا بھلا کہا۔ پھر عورت کے پاس گیا اور اُسکی دل جوئی کرنے لگا۔عورت نے کہا کہ میں اب تیرے گھر نہیں رہونگی۔ جب مجھ کو تہمت دیدی اب میرا رہنا ٹھیک نہیں ہے میں پارسا عورت ہوں جب تک میرا الزام دور نہ ہوگا مجھ کو چین نہ آئیگی۔شہر کے باہر جو جکہ کا مندر ہے اور وہ سچا ہے وہ میرا انصاف کریگا۔ یہ کہکر اگلے روز اشنان کر کے ہارسنگار کیا تمام زیور پہنا اور اپنے یار کو کہلا بھیجا کہ تو پاگل بنکر جبکہ میں بازار کے چوک میں سے گذرتی ہوں مجھ کو دھکا لگا کر بھاگ جانا۔ چنانچہ اُسی طرح جبکہ وہ جکہ کے مندر کو جارہی تھی عین بازار کے درمیان چونک میں اُس کا دوست اُس کو دھکا دیکر بھاگ گیا اور جب اس طرح سے وہ اپنی حالت پاگلانہ بنا کر گیا تو عورت نے شوروغل مچادیا کہ مجھ کو مجنوں نے ہاتھ لگادیا اب میں کیا کروں۔ یہ کہتی ہوئی مندر میں جا پہنچی اور مندر کے اندر جا کر یہ کہا کہ ہے دیوتا اگر میں نے سوائے اپنے خاوند اور پاگل کے اور کسی کا ہاتھ بھی لگایا ہو تو عام کے روبرو کہدو۔ چنانچہ دیوتا نے کہا کہ بالکل نہیں۔ یہ سنکر لوگ آفرین آفرین کہنے لگے کہ یہ عورت بہت ہی پارسا ہے۔ بوڑھا ناحق تہمت دیتا ہے۔عام لوگ بوڑھے کو

ملامت کرنے لگے۔ بوڑھا بولا کہ دیکھو سنسار کی کیا بھیڑ چال ہے عورت نے تریا چرتر کھیل کر لوگوں کو خوش کر دیا۔ جھوٹ کو سچ کر کے دکھلایا اور دیوتا کو بھی دھوکہ دیدیا۔ اُس کا بھی ست جاتا رہا جس نے جھوٹے کو سچّا بتلا دیا۔ بوڑھے کو بہت ہی فکر و افسوس ہوا ہمیشہ غم و فکر میں مبتلا رہتا تھا۔ بھوک اور پیاس بھی جاتی رہی۔ غرض کہ تمام رات جاگتا رہتا تھا چوکیدار رات کو جب آواز دیتا تو وہ اُس کے جواب میں برابر آواز دیتا کہ جاگتا ہوں۔ چوکیدار نے راجہ کے پاس آ کر کہا کہ اس شہر میں ایک سُنار ہے جو کہ تمام رات جاگتا رہتا ہے، ایک منٹ بھی نہیں سوتا ہے۔ راجہ نے اُسی وقت اُس کو بُلوایا اور زنانہ ڈیوڑھی پر اُس کو ملازم رکھا تا کہ وہ تمام رات پہرہ دیوے۔ اُس راجہ کی رانی بھی بدچلن تھی جس نے راجہ کو تریا چرتر و مکر و فریب سے اپنے اوپر ایسا فریفتہ کیا ہوا تھا کہ مجھ کو تیرے سے اس قدر محبت و پیار ہے۔ جس کا بیان نہیں ہو سکتا ہے اور راجہ بھی اُس سے بہت ہی محبت و پیار کرتا تھا۔ ایک دم اُس سے علیحدہ نہ ہوتا تھا۔ اُس بوڑھے نے ایک رات کو جو تماشا دیکھا اُس کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ رات کے پہلے پہر راجہ اور رانی دونوں ایک پلنگ پر اکٹھے پڑ گئے راجہ کو نیند آ گئی۔ آہستہ آہستہ راجہ کے پاس سے اُٹھکر فیلوان کے پاس

چلی گئی اور فیلوان اپنے فیل کو دریچہ کے نیچے کھڑا کر کے سونڈ کو اونچا کرا دیا کرتا تھا رانی سونڈ پر پیر رکھ کر ہاتھی پر جا بیٹھتی تھی اس طرح سے ہر روز مہاوت اُس کو لے جایا کرتا تھا۔ اپس رات کو کسی قدر دیر ہوگئی۔ جب رانی فیلوان کے پاس گئی اُس نے اُس کو بُرا بھلا کہا اور ناراض ہوا کہ آج اس قدر دیر کیوں لگائی۔ رانی نے کہا آج معاف کرو آئندہ کو ایسا قصور نہ ہوگا رانی مہاوت کے ساتھ بدکاری کر کے پھر اُسی راستہ سے اپنے محل میں آگئی اور آہستگی سے راجہ کے ساتھ جا سوئی۔ بوڑھا یہ حال دیکھ کر کہنے لگا کہ گھر گھر یہی حال ہے، اب فکر کیسا۔ اُسی وقت بے فکر ہوکر سو گیا اور اس قدر نیند آئی کہ سورج بہت چڑھ گیا بیدار نہ ہوا۔ بوڑھے کو جگا کر بلوایا اور کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ تو تمام رات نہیں سویا کرتا تھا، آج کیا ہوا۔ بوڑھے نے کہا کہ مہاراج آج رات کو میں نے ایک بڑا چرتر دیکھا جس کے سبب سے مجھے نیند آ گئی۔ راجہ نے کہا کہ ایسا کیا تماشا دیکھا کہ جس کے سبب سے تو اس قدر غافل ہوکر سو گیا۔ راست راست بیان کرو بوڑھے نے تمام حال راجہ کے روبرو ظاہر کر دیا۔ راجہ نے کہا کہ اس بات کا مجھ کو کس طرح سے یقین ہو۔ بوڑھے نے کہا کہ آج رات کو آپ خود دیکھ لیویں۔ چنانچہ راجہ نے بچشم خود رانی کا حال دیکھا، دیکھ کر راجہ

کو غضبناک غصّہ چڑھا اور حکم دیا کہ فیلوان، رانی اور ہاتھی کو پہاڑ پر چڑھا کر غار میں دھّکا دیدو۔ راجہ کے حکم کے مطابق تینوں کو پہاڑ پر لے گئے۔اس واقعہ کے دیکھنے کے لئے بہت آدمی جمع ہوگئے۔اس وقت ہاتھی نے ایک پگ اُٹھا کر عرض کی کہ مہاراج میں بے گناہ ہوں بےقصور ہوں مجھ کو نہ مارو۔ میں تو فیلوان کے قابو میں تھا جس طرح سے وہ مجھے کہتا میں کرتا تھا۔ ہاتھی کی یہ بات سنکر راجہ نے خیال کیا کہ ضرور یہ بےقصور ہے ہاتھی کو چھوڑ دیا اور فیلوان اور رانی کو شہر بدر کر دیا۔ فیلوان اور رانی وہاں سے روانہ ہو کر ایک نگر میں پہنچے وہاں نگر کے باہر ایک دیوی کا مندر تھا اُس میں رات کو ٹھہرے۔ اُس رات ایک چور چوری کر کے مندر میں آسویا، چور شکیل اور جوان تھا۔رانی اُس پر عاشق ہوگئی۔ اُس کو ساتھ لیکر آدھی رات ہی روانہ ہوگئی فیلوان وہیں سویا پڑا رہ گیا۔ صبح اُس کو چور بنا کر پکڑ لیا۔ راجہ نے پھانسی کا حکم دیدیا۔ بروقت سولی دینے کے ایک سراوک جِنداس نامی آیا اُس نے اُس کو نوکار منتر سُنایا۔ وہ مر کر دیوتا ہوا۔ اُس کو جِنداس سراوک نے تار دیا، کیونکہ دھرم کی شرن دے دی، دھرم ایسی چیز ہے۔ جب اُسکی طرف خیال آوے فی الفور نستارہ ہو جاتا ہے۔ وہ چور بھی چالباز تھا وہاں سے چل کر ندی کے کنارہ پر پہونچا۔